www.KitaboSunnat.com

احمد خالد عمر

اقبال اور مقامِ رسالتؐ

عقلی علوم و فنون کی مختلف انواع میں سے ایک نوع عقائد انسانی سے بھی متعلق ہے۔ اس علم کے تحت متعدد ادوار میں بسنے والی انسانی نسلوں کے خیالات سے بحث کی جاتی ہے۔ انگریزی میں اس علم کے لئے جو لفظ مخصوص ہے وہ ایک ایسے لفظ سے مشتق ہے جو "بُت پرستی" کا مترادف ہے۔ اور یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں کہ فرنگی علماء عرصہ دراز تک یہی نعرہ لگاتے رہے کہ عالمِ انسانی کا اولین مذہب "بُت پرستی" رہا ہے۔ لیکن آپ کو یہ سن کر تعجب ہوگا کہ ماضی قریب کے معدودے چند مفکرین نے، جو 'علم انسان' کے چوٹی کے ماہرینِ فن مانے جاتے ہیں۔ برسوں کی تحقیق و تدقیق کے بعد اب یہ فتویٰ صادر کر دیا ہے کہ درحقیقت کائناتِ انسانی کا اوّلین عقیدہ توحید تھا اور اب تک کی ساری "تحقیقات" کو دلائل قطعی کے ذریعہ رد کرتے ہوئے یہ ثابت کیا ہے کہ پہلا انسان موحّد تھا! آیئے ان فرنگیوں کا شکریہ ادا کرنے کے بجائے اس رب الارباب کی بارگاہِ الوہیت میں سربسجود ہو جائیں جس نے صدیوں پہلے ہی اپنے آخری رسول کے ذریعہ اس تاریخی حقیقت کا اعلان کر دیا تھا۔ کہ پہلا انسان آدمؑ موحّد ہی نہیں بلکہ خدا کا پہلا پیغامبر بھی تھا۔ "قابلِ رحم ہے اس عقلیت کے پجاری کی ذہنیت، جو خالقِ عقول سے دریافت کرنے کے بجائے دو سو سال تک اپنے دماغ کو تھکاتا رہتا ہے اور تب وہ بات معلوم کرتا ہے جو خدا کے نبی کے ذریعہ چند لمحات میں معلوم کی جا سکتی ہے۔ اس طرح نہ صرف تضیعِ وقت ہوتا ہے بلکہ متعدد نسلوں کی دنیا اور آخرت دونوں کی زیاں کاری ہوتی ہے اور راہ راست پر گامزن ہونے کے بجائے انسان کا سارا وقت "علوم عقلیہ" یعنی "توہمات" کی نذر ہو جاتا ہے۔ کاش اکبرؔ کے اس شعر پر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قہقہہ لگانے کے بجائے عبرت کے دو آنسو بہائے جاتے ۔

برسوں "فلاسفی" کی چناں اور چنیں رہی لیکن خدا کی بات جہاں تھی وہیں رہی

خلقتِ آدم سے پہلے کائنات کے مختلف مرئی اور غیر مرئی طبقات وجود میں آ چکے تھے مثلاً ملائکہ، اجنہ، افلاک، زمان و مکان، سیارات، عناصر اربعہ، نباتات، معدنیات، جمادات اور حیوانات وغیرہ۔ خالقِ کائنات کی تخلیقی کارفرمائیوں کا احاطہ کرنا کس کے بس میں ہے۔

بہرحال یہ واقعہ ہے کہ نظر آنے والی ہر غیر انسانی مخلوق اپنے خالق کے تکوینی قوانین پر عمل پیرا ہونے اور اُس کے مطابق کام کرنے پر مجبور ہے۔ اور اسی جبر کی یہ برکت ہے کہ غیر انسانی مخلوق کی انفرادی اور اجتماعی زندگی حسن و خوبی کی قابلِ ستائش مظہر ہے۔

سب سے آخر میں لیکن سب سے افضل اور احسن تقویم کے ساتھ آدم کی شخصیت نمودار ہوئی اور اس شخصیت انسانی میں تمام صفات الٰہی کا انعکاس ہوا۔ روح انسانی فطرتِ الٰہی کی مظہر بن کر آئی اور ساتھ ہی خود مختاری کی صفت بھی اپنے ساتھ لائی، اسی حیثیت سے انسان دوسری مخلوقات سے ممتاز ہوا۔ آزادی اور اختیار میں خیر و شر، دونوں رُخ نمایاں تھے۔ شمع ہدایت کے بغیر انسان کے گمراہ ہو جانے کا خطرہ تھا۔ لہٰذا حکیم مطلق نے خلقتِ عالم انسانی کی ابتدا ہی ایک نبی سے کی اور آدم ؑ نے اپنی نگرانی میں ایک مثالی سوسائٹی قائم کر دی۔ اس سوسائٹی میں صفاتِ الٰہی بنیادی اقدار بن کر جاری و ساری ہو گئیں اور نبی پر نازل شدہ وحی الٰہی حکم بنی رہی۔ آدم ؑ نے ایک قائد کی حیثیت سے ہر ہم عصر انسان کے دل میں یہ حقیقت نقش کر دی کہ محدود عقلِ انسانی فطرت انسانی کا احاطہ نہیں کر سکتی اور جب روحِ انسانی غیر محدود ذات و صفات الٰہی سے بذریعہ وحی علم حاصل کر لیتی ہے تو یہی علمِ الٰہی فطرت انسانی کے حقائق کو واشگاف کرتا ہے اور پھر انسان اسی علم کی روشنی میں انسان کامل کا مرتبہ حاصل کرنے کیلئے جدوجہد کرتا ہے اور اسی جدوجہد میں اس کی ابدی ترقی کا راز مضمر ہے ۔

ہر لحظہ نیا طور، نئی برقِ تجلی
اللہ کرے مرحلۂ شوق نہ ہو طے

آدم ؑ کی سوسائٹی میں توحید اور رسالت کی حکومت کا یہ کرشمہ تھا کہ عدل و فلاح اور امن و چین، اخوت اور مساوات، پاکبازی اور ایثار بچہ بچہ کی زندگی میں رونما ہو گئے اور معاد، معاش پر غالب رہا۔ مادیت مغلوب رہی اور روحانیت غالب۔ غصبِ حقوق اور ظلم و ستم کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب راستے مسدود رہے۔ حضرت آدمؑ کی وفات کے بعد کچھ عرصہ تک سوسائٹی کا یہی نقشہ رہا۔ لیکن شیطان کی ایجاد یعنی عقلیت و اباحیت پسندی کب تک صبر کرتی۔ جب تک پیغمبر اپنے خاکی پیکر میں حکمراں تھا۔ کسی جنّی یا انسی شیطان کا سکّہ چلنا انتہائی دشوار تھا۔ لیکن اب تو میدان صاف تھا۔ کم ظرف لوگوں کو ابھرنے کا موقع ملا اور ان چند خواص نے عوام کو بے وقوف بنا کر ان کے حقوق غصب کرنے کو اپنا مطمح نظر بنا لیا۔ بالفاظ دیگر انہوں نے دوسروں کی دُنیا اور آخرت بگاڑ کر اپنی دنیا بنانے اور اپنی آخرت بگاڑنے کا فیصلہ کر لیا ان کا عقیدۂ آخرت ہوس پرستی کے باعث کمزور ہو چکا تھا اور مادی اور معاشی عیش و عشرت کی حرص نے ان کی چشمِ بصیرت کو نابینا کر دیا تھا۔

یہ حالت انہوں نے اپنی پسند سے اختیار کی تھی اور اپنی خود مختاری کی بنا پر عقلیت کے پرستار بن گئے تھے۔ لیکن آدمؑ کی تعلیم و تربیت سے سرشار انسانوں کو گمراہ کرنا اور فریب دینا کوئی آسان کام نہ تھا۔ صداقت شعار آدمیوں کی ایک بہت بڑی تعداد اب بھی کسی دشمنِ آدمؑ کا مقابلہ کرنے کے لئے کافی تھی۔ لیکن یہ چالاک خواص بھی بڑے "دور اندیش" تھے۔ یہ جانتے تھے کہ عیب کرنے کو بھی ہنر چاہیے۔ "کفر اور شرک کے اعلان سے کام نہیں چلے گا۔ آدمؑ کا "معتقد" بن کر آدمیوں کو شکار کیا جا سکتا ہے۔ توحید اور رسالت کا نام لیتے ہوئے صفاتِ الٰہی کا ورد کرتے ہوئے اور چند بدنی عبادتوں کا ریاکارانہ اظہار کرتے ہوئے آدمؑ کے مشن کی جڑوں کو کھودنا ممکن ہے مارِ آستین بن کر ڈسنا کس قدر آسان ہے! آدمؑ کے استعمال کیے ہوئے ہر لفظ کو اس کے متضاد معنی پہنا کر انسانی سوسائٹی کی بیخ و بن کو متزلزل کیا جا سکتا ہے اور اس ابلیسی دجل کے ذریعہ قوم کی اکثریت کی جیبیں کاٹنا اور اپنی جیبیں گرم کرنا بائیں ہاتھ کا کھیل ہو جاتا ہے ؎

صیّاد اگر دکھلائے ہنر، تدبیر سے سب کچھ ممکن ہے
بُلبُل کیلئے کیا مشکل ہے تو بھی بنے اور خوش بھی رہے

المختصر، شیطانِ مکر کی "عنایت" سے چند کج رو خواص "پیروانِ آدمؑ" کے روپ میں "لیڈر" بن گئے اور آہستہ آہستہ انسانی سوسائٹی صراطِ مستقیم سے دور ہوتی گئی۔ روحانیت کے بجائے عقلیت کا دور دورہ ہو گیا معاش کو معاد پر غلبہ حاصل ہو گیا اجتماعی خوش حالی کے بجائے لیڈروں کی انفرادی خوشحالی اور قوم کی بدحالی سوسائٹی کا "طرۂ امتیاز"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بن گئی۔ "خواص" "عوام" کو پیسنے لگے۔ لیکن چونکہ یہ سب کچھ خدا اور رسول کا نام لے کر کیا جا رہا تھا اور "حکومت" کی مادی قوت کی پُشت پناہی کے ساتھ کیا جا رہا تھا اس لئے اصلاح کی آواز ابھرنے ہی نہ پاتی تھی۔ مگر

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگامِ دُعا کردن
اجابت از درِ حق بہرِ استقبال می آید[1]!

جب پانی سر سے اونچا ہو گیا، رحمتِ الٰہی جوش میں آئی اور آدمِ ثانی یا دوسرا نبی، اللہ کا نمائندہ بن کر اپنی پوری روحانی اور اخلاقی قوت کے ساتھ اسی سوسائٹی میں نمودار ہوا، اللہ کی بے پناہ طاقت پر بھروسہ کرتے ہوئے اس نے نام نہاد رہبروں کی قلعی کھول دی اور ان کے ابلیسی دجل و فریب پر سے "تہذیب و تمدن" کے تمام پردے ہٹا کر قوم کو بیدار کرنے کی کوشش کی۔ لیکن

باطل از قوت پذیرد شانِ حق
حق فرو تر گرد داز بطلانِ حق[2]

اس لئے حکومت سے مرعوب اکثریت میں سے چند ہی لوگوں نے روحانی اور اخلاقی ہمت سے کام لیا اور معاد کو معاش پر، روح کو عقل پر، نبی کو فلسفی پر غالب سمجھتے ہوئے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر نبی کے پیرو بن گئے "حکومت" نے انہیں "باغی" قرار دیا اور انہیں ختم کرنے کے لئے ساری مادی قوت کو مہیا کر لیا۔ قادرِ مطلق نے ان بدکردار خواص کا چیلنج قبول کر لیا اور عین قانونِ فطرت کے مطابق نبی کی پارٹی غالب آ گئی اور پھر آدم کی تاریخ کا اعادہ ہو گیا۔ مخالفین برساتی کیڑوں کی طرح اپنی موت آپ مر گئے۔ اور مثالی انسانی سوسائٹی، صفاتِ الٰہی کی جلوہ گری کے ساتھ پھر نمودار ہو گئی ؎

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر می خواست
آخر آمد ز پسِ پردۂ تقدیر پدید[3]

---

[1] ڈرو مظلوموں کی آہ سے، کیونکہ دعا کرنے کے وقت، خدا کے دروازہ سے مقبولیت، ان کا استقبال کرتی ہے۔ [2] باطل قوت کے سہارے حق کی "شان" اختیار کر لیتا ہے اور حق، اپنی تکذیب کئے جانے کی وجہ سے "کمزور" ہو جاتا ہے۔ [3] سب حمد و ثنا اللہ کیلئے ہے! وہی چیز جس چیز کیلئے دل متمنی تھا، آخر کار، تقدیرِ الٰہی کے "پردہ" کے پیچھے سے ظاہر ہو گئی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن پھر پیغمبر کی وفات کے کچھ عرصہ کے بعد دجالوں کی تاریخ کا اعادہ ہوا۔ اور پھر جب پانی سر سے اونچا ہو گیا تو سنتِ الٰہی نے ایک اور نبی کے ذریعہ حق کا غلبہ قائم کر دیا اور باطل کا سر توڑ دیا۔ بساطِ ہستی پر یہ کوئی کھیل یا تماشہ نہ تھا بلکہ انسان کی خلقت کا یہی تقاضا تھا اور اسی میں وہ عظیم الشان مصلحت پنہاں تھی، جس کا مکمل ظہور آگے چل کر دنیا اور آخرت میں ہونے والا تھا۔ غیر محدود قدیرِ مطلق اور محیطِ کل کی بے کراں اسکیم کو سمجھنا محدود عالمِ انسانی کے مجموعی اذہان کے بھی بس کا روگ نہیں۔ یہ ایک ایسی "سائنٹی فک" حقیقت ہے جس کو ثابت کرنے کیلئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر ماہرِ فن سائنس داں اپنی تجربہ گاہ میں اسی حقیقت پر ایمان رکھتا ہے لیکن افسوس کہ جب انسانی فطرت کے مسائل کا ذکر ہوتا ہے تو وہ انتہائی "متعصبانہ یا بے اصولی" کے ساتھ اس حقیقت کا منکر ہو جاتا ہے اور انسان کو سمجھنے کے لئے کسی "مافوق الانسان" کی طرف رجوع کرنے کو "رجعت پسندی" سے تعبیر کرتا ہے! اس "عقلی فالج" پر عبرت کے جس قدر آنسو بہائے جائیں کم ہیں۔ اور اسی حماقت اور جہالت کا یہ نتیجہ ہے کہ آج ہر غیر انسانی مخلوق، انسان سے افضل نظر آ رہی ہے۔ أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ ......

غرض، انبیاء اور رسل کی آمد و رفت کا یہ سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ ایک مخصوص دور میں نوحؑ کی شخصیت نمودار ہوئی۔ انہوں نے سرکشان قوم کو مخاطب کر کے فرمایا "یہ کچھ نہیں ہیں مگر الفاظ جو تم نے اور تمہارے آباؤ اجداد نے گھڑ لئے۔ اللہ نے ان کے حق میں کوئی سند نازل نہیں کی۔" اس پیغمبرانہ اعلان پر مزید غور و فکر کیجئے۔ یہ تذکرہ نہیں ہے کہ نوحؑ کے مخاطبین نے پتھروں کے بتوں کی پرستش قائم کر رکھی تھی۔ الفاظ یا اسماء کا ذکر ہے! یعنی سرکشانِ قوم "جدید" الفاظ کے ذریعہ کفر اور شرک قائم کئے ہوئے تھے۔ عنوان تو "توحید" تھا مگر متعدد الفاظ اور ادارے، افکار اور فنون، توہمات اور مزخرافات، لوگوں کے اذہان کو اس طرح جکڑے ہوئے تھے کہ خدا کی خدائی تو محض زبانی جمع خرچ تک محدود تھی اور ان مہملات کی خدائی عملاً نافذ تھی۔ یہی وہ خطرناک کفر و شرک ہے جو اصنامِ سنگ و گِل کی پرستش سے بھی زیادہ خطرناک ہے اور اس کو سمجھنے کے لئے آپ کو کسی کد و کاوش کی ضرورت نہیں پڑے گی کیونکہ آج کی مغربی اور مغرب زدہ دنیا میں یہی "فیشن ایبل، بہت پرستی، عین تہذیب" اور جانِ "تمدن" ہے اور متعدد "خوشنما" الفاظ اور ادارے سفلی ادب، اور فنون خبیثہ کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدائی منوانے اور جمانے کے لئے ہمارے دماغوں پر حاوی کردیئے گئے ہیں۔ خدا اور رسول کا نام لے کر آپ کسی کی زبان بندی نہیں کرسکتے لیکن "فن" "ادب" "ثقافت" اور "ترقی" وغیرہ کے الفاظ بول کر ہر مصلح کی زبان دوزی کی جاسکتی ہے اور ان بے جان الفاظ کے رنگین پردوں کے ذریعہ پست ترین ذہنیت کا لوہا منوایا جاسکتا ہے تاکہ "انسانی تمدن" کے نام سے حیوانیت سے پست تر افکار و اقوال اور اعمال کو سوسائٹی میں رائج کردیا جائے۔

الغرض، نوحؑ کے مخالفین سنے نوحؑ کی ایک نہ سنی۔ انہوں نے الٹا اپنے "خدا پرست" ہونے کا اور نوحؑ کے "بے خدا" ہونے کا اعلان کیا اور پوری طاقت سے نوحؑ کو چیلنج کیا حسبِ دستور سنتِ الٰہی چیلنج قبول کرلیا گیا اور کشتی نوحؑ کا مذاق اڑانے والے اپنے بداعمال کے ردِ عمل کے طوفان میں نیست و نابود ہوگئے۔ مادی و معاشی "تمدن" کی سربفلک عمارتیں منہدم ہوگئیں۔ نہ سیم و زر کام آیا اور نہ خون کے رشتے مفید ثابت ہوئے۔ عقلیت پسپا ہو گئی روحانیت فاتح بن کر چمکی۔ وحی نے غالب آکر عقل کو شکستِ فاش کا مزہ چکھا دیا ؎

اگرچہ عقل فسوں پیشہ لشکرے انگیخت
تو دل نگرفتہ نباشی کہ عشق تنہا نیست [۱]

اب آیئے، اپنے تاریخی سفر پر اور آگے بڑھیں اور تیز رفتاری کے ساتھ متعدد اسٹیشنوں کو چھوڑتے ہوئے حضرت موسیٰؑ کے دور پر ٹھہریں۔ قدیم رسولوں کے صحیفے بھی ضائع کردیئے جاتے تھے اور خرافات و شطحیات کا مجموعہ تیار کرکے صحف آسمانی کے لیبل کے ساتھ شائع کردیا جاتا تھا۔ موسیٰؑ الواحِ توریت کے ساتھ فرعون کی "خدائی" اور اس کے وزراء کی "رسالت" کا پول کھولنے کے لئے میدان میں آگئے۔ عجیب و غریب مقابلہ ہوا۔ تاریخ کا یہ حیرت انگیز ورق ہر شخص کی نظر سے گذرا ہے۔ دہرانے کی ضرورت نہیں۔ آج کے فرنگستان سے کئی گنا زائد طاقتور "مہذب"، "متمدن"، "تعلیم یافتہ اور "ترقی یافتہ" مصر مع اپنے فراعنہ کے زیر خاک ہو گیا اور بظاہر "کمزور" اور "غیر متمدن" موسیٰؑ اور ہارونؑ کے گروہ نے غالب آکر مثالی سوسائٹی قائم کردی۔ لیکن کچھ عرصہ گذرنے پر پھر وہی ہوا جو ہوتا رہا تھا۔ توریت غائب ہوگئی اور "توریت" کے نام سے ایک "جعلی مسودہ" وجود میں آگیا۔ آخر کار حضرت عیسیٰؑ انجیل لے کر آئے اور حق

---

[۱] اگرچہ سحر پیشہ عقل نے ایک بہت بڑی فوج اکٹھا کرلی، تو رنجیدہ نہ ہو، کیونکہ عشق الٰہی اکیلا نہیں ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو باطل سے ممیز کر دیا۔ لیکن ان کے رخصت ہونے کے بعد پھر وہی تماشا ہوا۔ توریت کی طرح انجیل کو "آزاد" انسان نے ناپید کر دیا اور شر پسند اقلیت نے اپنے قلم سے "کتابِ آسمانی" تیار کر لی جس میں پیغمبروں اور ان کے اہل بیت کی زندگیوں کو اس قدر تاریک کر کے پیش کیا گیا کہ انسانی ضمیر شرم سے پانی پانی ہو جائے۔

توحید اور رسالت کے عنوان سے اس قسم کے خرافات کی اشاعت کے ذریعہ ایک بہت دردناک نقصان یہ ہو رہا تھا کہ تعلیم یافتہ اور روشن خیال انسانوں کی ایک خاصی تعداد غلط راستہ پر لگ گئی تھی۔ ماضی کے نیکوکار مردوں اور خواتین کو غلط کار دیوتاؤں اور دیویوں کی شکل میں پیش کر کے اور وحی کے ماننے والوں کو عقل کا پرستار دکھا کر اور ان کی طرف غلط اقوال منسوب کر کے ایسا جال بچھایا گیا تھا کہ اکثر صداقت شعار عقلاء بھی نہ بچ سکے اور متعدد ارسطو اور افلاطون بھی انہیں مذہب کاریوں میں پھنس کر رہ گئے! مصر اور یونان میں، ایران اور ہندوستان میں چین اور جاپان میں، متعدد فلسفی "پیدا ہوئے جن کے "عقلی فلسفہ" نے انھیں اور ان کی قوم کو ... گمراہ کر دیا۔ یہ بیچارے اسلاف کج رفتار کے پھندوں میں ایسا پھنسے کہ روح سے بیگانہ ہو کر شمعِ عقل کے پروانے بن گئے اور ظن و تخمین کی پیچیدگیوں میں مبتلا ہو کر مرتے دم تک راہِ راست پر نہ آ سکے۔ یونانی فلسفہ و منطق، ایرانی مابعد الطبیعیات ہندی ویدانت، اور چینی عقلیات اسی قابلِ رحم گمراہی کے مختلف ابواب ہیں۔ بطور مثال یہ سُن لیجئے کہ زردشت کو پہلے تو موحد اور پیغمبر کا درجہ دیا گیا اور پھر فوراً اسے مشرک بھی قرار دے دیا گیا، اور اس طرح ایران میں زردشتی فلسفہ کی بنیاد ہی دو خداؤں (یزدان اور اہرمن) کی پرستش پر رکھی گئی!۔

حضرت عیسیٰؑ کو رخصت ہوئے تقریباً پانچ سو سال گذر چکے تھے اور مذکورہ گمراہی ربعِ مسکون کے گوشہ گوشہ میں "علم و فن" کے نام سے پھیل چکی تھی۔ ضرورت تھی کہ ایک پیغمبرِ اکمل اور ایک بین الاقوامی اور ابدی رسول کی جو خاتمِ نبوت اور رحمۃ للعالمین بن کر سارے عالمِ انسانی کو راہِ راست پر لگا دے اور ایک ناقابلِ تغیر "صحیفۂ الٰہی" کے ذریعہ مستقبل کے ہر فریب کے ممکن وجود کو ناممکن بنا دے تاکہ قیامِ صبح تک کے لئے ماضی کی گمراہیوں کے اعادہ کا خاتمہ ہو جائے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فی الجملہ ہمیں بود کہ می آمد و می رفت ہر قرن کہ دیدی
تا عاقبت آں شکل عرب دار برآمد دارائے جہاں شد[1]

تاریخ شاہد ہے اور ہر منکرِ توحید و رسالت بھی (الا یہ کہ جن لوگوں کا دماغی توازن صحیح نہیں ہے) اس ناقابلِ انکار حقیقت کا معترف ہے کہ رسول اکرم کی ذات انسان اکمل کی ذات ہے اور ان کی قائم کردہ سوسائٹی ازمنہ و ادوار کی بہترین سوسائٹی ہے۔ بعد از خدا بزرگ ہستی کا یہ کارنامہ تاریخِ عالم کے تمام کارناموں میں سب سے زیادہ حیرت انگیز ہے اور آپؐ کے دور اور عہدِ خلافتِ راشدہ سے بہتر مثالی سوسائٹی قیامت تک بھی وجود میں نہیں آ سکتی۔ بین الاقوامی اور عالمی حکومت کا قیام اگر فطرتِ انسانی کی غیر متبدل بنیادوں پر استوار کرنا ہے تو اپنا رُخ بدلنا پڑے گا۔ ؎

ہاں دکھا دے اے تصور پھر وہ صبح و شام تو
دوڑ پیچھے کی طرف اے گردشِ ایّام تو

دین کو کامل کرنے کے بعد اور قرآن کے ایک ایک گوشہ کی ابدی حفاظت کا اعلان کرنے کے بعد رسالت مآبؐ جوارِ رحمتِ ایزدی میں اعلیٰ مقام پر پہنچ گئے اور آپؐ کے بیمثال صحابہؓ و صحابیاتؓ نے آپؐ کی قائم کردہ سوسائٹی کو علمی اور عملی حیثیت سے برقرار رکھا۔ ساری دنیا خلافتِ اسلامیہ کا جزو بن گئی۔ مخالف قوتیں بظاہر موت کی نیند سو گئیں لیکن نمرودوں، فرعونوں اور سامریوں کی نسل کو کون ختم کرتا۔ بیج زمین کے اندر پہنچ کر پھر اُگنے لگتا ہے۔ مسیلمہ کذّاب ختم ہوا تو ابن سبا مارِ آستین بن کر پھنکارنے لگا۔ اور اس شر انگیز منافق نے ایک جماعت تیار کر لی۔ زبان قلم اور تلوار کو مواقع کی مناسبت سے استعمال کیا گیا۔ آیاتِ قرآنی کی بہتان آمیز تفسیر بیان کی گئی۔ احادیث کو ان کے سیاق و سباق سے علیحدہ کر کے غلط معانی پہنا دیئے گئے۔ روایات گھڑ کر جھوٹا پروپیگنڈا کیا گیا اور اسلامی اصولِ زندگی اور نظامِ حیات کو مٹا دینے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا گیا۔ شروع میں زیادہ کامیابی نہ ہوئی حضرت عمرؓ کو شہید کیا گیا، حضرات عثمانؓ، طلحہؓ اور زبیرؓ وغیرہم کو شہید کیا۔ اور حضرات علیؓ و حسینؓ

---

[1] قصہ مختصر، یہ کہ شانِ خداوندی کا اظہار اسی طرح ہوتا رہا یعنی انبیاء آتے اور جاتے رہے، ہر زمانہ میں تو نے دیکھا۔ یہاں تک کہ آخر میں وہ عربی ہستی نمودار ہوئی اور سارے جہان کی حاکم بن گئی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو بھی شہید کیا۔ یہ تھے اس سبائی جماعت کے کارنامے۔ اسلام کی طاقت نے اس جماعت کو بڑی حد تک دبائے رکھا۔ لیکن یہ سلسلہ ان کی سازشیں جاری رہیں چنانچہ حضرت عمرؒ ابن عبدالعزیز کو شہید کرنے میں اس جماعت کا بھی ہاتھ نظر آتا ہے۔ بنوامیہ کے بعد بنو عباس کے زمانہ میں خلفاء نے بظاہر تو اسلام کو برقرار رکھا۔ لیکن اکثریت کی بے عملی اور گمراہی نے مخالفینِ حق کی جماعت کو ابھرنے کا موقع دیا۔ مرکزی حکومت کی روحانی کمزوری سے پورا پورا فائدہ اٹھاتے ہوئے عقلیت پرستوں اور بوالہولوں کی صدیوں پرانی نسل نے اپنا کام شروع کر دیا۔ قدیم یونان، مصر، ہند، چین اور ایران کے عقلی خرافات مختلف زبانوں سے ترجمہ ہو کر عربی زبان و ادب میں منتقل ہونے لگے اور علم کے نام سے سوسائٹی کی "زینت" بن گئے۔ عوام و خواص کے افکار و اقوال و اعمال پر اس کا وہی اثر پڑا جو اس سے پہلے مختلف تاریخی ادوار میں انبیاء کے رخصت ہو جانے کے بعد ظاہر ہوا تھا۔ قرآن اور حدیث کے ہوتے ہوئے حکم کا درجہ عقلی فلسفہ کو دیدیا گیا۔ اور پھر ہر باطل پر بے تامل اسلام کا لفظ چسپاں کیا جانے لگا۔ چند اہل درد اس منظر کو نہ برداشت کر سکے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ نے انہیں مجبور کر دیا کہ جان کی بازی لگا کر میدان میں آئیں۔ پھ علمائے حق نیز پاک باطن اور اہل صفا تھے حقیقی اسلام کو پیش کرنے لگے اور عقلیات اور خرافات کی گندگی کو دور کرنے میں بڑی حد تک کامیاب ہو گئے۔ مگر مکاروں کا گروہ کسی مصلح کو کب گوارا کر سکتا تھا۔ ان اہل صفا کی علانیہ مخالفت سخت دشوار معلوم ہوئی تو انہوں نے وہی فرسودہ حربہ استعمال کیا۔ یعنی خود "صوفی" بن گئے۔ اور لایعنی مہمل اور مخرب اقوال، صوفیوں کے نام سے شائع کرنا شروع کر دیا۔ علم کلام میں تصوّف کی آمیزش کر دی اور محکمات اور متشابہات کے عنوانوں سے غیر اسلامی مباحث اور مجادلات کا ایک طوفان برپا کر دیا تاکہ نام تو توحید و رسالت اور آخرت کا رہے لیکن علماً اور عملاً ابن سبا اور حسن صباح کی مہلک حکمرانی قائم ہو جائے۔ عوام و خواص گمراہ ہو جائیں اور چند اشرار سب کی دنیا اور آخرت کے ٹھیکیدار بن جائیں ہوا و ہوس کی ان چالبازیوں نے اور عقل پرستی کی ان چالاکیوں نے منافقین کی دنیا بنا دی اور آخرت بگاڑ دی اور دوسروں کے لیے دینی و دنیوی خسران کا کافی سامان مہیا کر دیا۔

ہے کس کی یہ جرأت کہ مسلمان کو روکے
حریتِ افکار کی دولت ہے خدا داد

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہے تو کرے کعبہ کو آتشکدۂ پارس
چاہے تو کرے اس میں فرنگی صنم آباد
قرآن کو بازیچۂ تاویل بنا کر
چاہے تو خود اک تازہ شریعت کرے ایجاد

سنائی، عطار اور رومی وغیرہ نے بہت کوشش کی کہ لسانی ادب کے ذریعہ اس طوفانِ شر کا مقابلہ کریں۔ لیکن یہ سیلابِ پرفتن اس قدر زوردار تھا کہ اکثر شعرائے متصوفین خودداسی کی موجوں کا شکار ہو گئے۔ پھر بھی غزالی اور رومی وغیرہ نے جہادِ قلمی کا حق ادا کر دیا اور انسانوں کو براہِ راست قرآن وحدیث، توحید و رسالت، آخرت اور روحانیت کی طرف دعوت دی۔

کیسا عبرتناک ہے یہ منظر کہ قرآن اپنی اصلی ہیئت میں موجود ہے لیکن پھر بھی اس کی آیات کی غلط تاویل کر کے اور احادیث کو اپنے مزاج کے موافق بیان کر کے وہی مقصد حاصل کیا جارہا ہے جس کی خاطر دیگر صحفِ آسمانی کو ضائع کر کے ان کے بجائے اپنے ہاتھ سے مجموعہ خرافات تیار کیا گیا تھا!

دُنیا کے ہر خطہ میں وقتاً فوقتاً مصلحین پیدا ہوتے رہے اور حتی الامکان۔ کذب وافترا کا مقابلہ کرنے میں خیر امت کا نقشہ پیش کرتے رہے۔ لیکن مجموعی حیثیت سے حالات بگڑنے کے بعد سدھرنے نہ پائے۔ ہر مصلح کی وفات کے بعد اس کی طرف متضاد کلمات منسوب کر کے معتقدین کو گمراہ کر دیا گیا۔ اُمتِ وسط کے افراد گنتی چنے رہ گئے اور نام نہاد عیسائی فرنگیوں نے دجل و فریب کی پوری جلوہ گری کے ساتھ دُنیا کے ممالک کو اپنے زیرِ نگیں کرنا شروع کر دیا ان دجالوں نے بڑی ہمت سے کام لیا۔ اور قرآن وحدیث پر براہِ راست حملے کرنے لگے۔ آخرت کو ڈھونگ قرار دے کر دنیا کی "جنت" تعمیر کرنے لگے اور سادہ لوح مسلمانوں کو شکار کرنا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ بعض گمراہ مسلمان فرنگیوں کو عامل قرآن سمجھنے لگے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور انسانی یعنی اسلامی عقائد کی جگہ مادی اور عقلی دیوتاؤں نے لے لی جب حالات بد سے بدتر ہوتے جائیں اور باطل کی قوت روز افزوں نظر آنے لگے تو حق پرست میدان میں آتے ہوئے ہچکچانے لگتے ہیں۔ پھر بھی ماضی قریب میں اسمٰعیل شہیدؒ کی جماعت نے بڑا کام کیا اور مختلف مسلم ممالک میں فرنگی سامریوں کا سحر اتارنے کے لئے موسیٰ صفت افراد وجود میں آتے رہے ہے۔ ہندوستان میں ادب کے ذریعہ حالیؔ اور اکبرؔ نے بہت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوشش کی۔ مگر پوری کامیابی اقبالؒ ہی کے لئے مقدر تھی۔ ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

نصرتِ الٰہی اقبال کی دامنگیر ہوئی اور اقبال نے اپنے انگریزی، فارسی اور اردو ادب کے فرنگیت کے خاکی مادی معاشی، عقلی، علمی اور تمدنی خداؤں کو پاش پاش کر دیا۔ ان معبودانِ باطل کو منہدم کرتے ہوئے اقبال نے توحید، رسالت اور آخرت کی غیر متزلزل بنیاد پر انسانی سوسائٹی کا نقشہ پیش کیا اور اس نقشہ کی عملی تکمیل کے لئے خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کو ناگزیر تصور کیا۔ اسی مقصد کے لئے اس نے ایک آزاد مملکت کا خواب دیکھا تاکہ فرنگیت کی جکڑ بندیوں سے جسمانی، ذہنی اور روحانی آزادی حاصل کرنے کے بعد قرآن و سنت کی بنیادوں پر قرآن کی حکومت قائم کی جائے یعنی رسالتِ مآبؐ کے تشریح کردہ اللہ کے احکام کی کارفرمائی ہو۔

از روزگار خویش ندانم جز ایں قدر
خوابم زیاد رفتہ و تعبیرم آرزوست[1]

تعبیرِ خواب سے پہلے اقبال اس دارِ فانی سے رخصت ہو گئے۔ ابتدا میں تو اکثر لوگ ان کے شعر و سخن کی طرف متوجہ نہ ہوئے اور متوجہ ہوئے وہ اچھی طرح اشعار کو جذب نہ کر سکے فرنگی تسلط کی وجہ سے اقبال نے انداز بھی کچھ ایسا اختیار کیا کہ طالبِ صادق ہی رکھنے والا انہیں سمجھ سکے۔ مبادا کہ حکومت کی نظر میں وہ مشکوک ہو جائیں اور بنتا ہوا کام بھی بگڑ جائے اقبال کے رخصت ہونے کے بعد فرنگی حکومت بھی جلد ہی رخصت ہو گئی اور اب لوگوں کو اس کا موقع ملا کہ آزادی کے ساتھ اقبال کے کلام کا مطالعہ کریں اور فرنگیت کا قلع قمع کرتے ہوئے خلافت راشدہ کے عہدِ زریں کی تابناکیوں کو واپس لانے کی فکر کریں۔ کلامِ اقبال کی مقبولیت کے ساتھ قرآن و حدیث کی مقبولیت بھی بڑھنے لگی۔ کیونکہ اقبال اپنے کلام میں جا بجا انہیں دو علمی سرمایوں کا ذکر کرتا ہے اور قرآن و حدیث کے علاوہ کسی شے کو علم نہیں، بلکہ جہل سے تعبیر کرتا ہے۔ عقل کی کوتاہ دستی نمایاں کرتا ہے اور قلب کی روشنی میں قرآن و حدیث سے حاصل کئے

لہ میں اپنی زندگی کے متعلق اس کے علاوہ کچھ نہیں جانتا کہ میرا خواب میرے ذہن سے نکل چکا ہے اور میری تمنا یہ ہے کہ اس خواب کی تعبیر دیکھ لوں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہوئے علم پر ناز کرتا ہے رسول اللہ ﷺ کی اکمل شخصیت کے ذریعہ خدائے واحد تک پہنچنے کا ذکر کرتا ہے اور رسول ﷺ کی اطاعت کے بغیر خدا کی اطاعت کو محال قرار دیتا ہے۔

ظاہر ہے کہ جب اقبال کو علمبردار توحید و رسالت و آخرت کی حیثیت سے فروغ ہونے لگے اور مثالی اسلامی سوسائٹی کے قائم ہونے کا امکان نظر آئے تو ابن سبا اور کذّاب مسیلمہ اور نمارده و فراعنہ جیسے مفسدین کے سعادتمند مریدین کی جماعت کیسے ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی رہے لیکن وہی دجل و فریب پھر اختیار کرنا پڑے گا۔ مسلمان کا مخالف، مسلمان کا مخالف بن کر نہیں کامیاب ہو سکتا۔ مسلمان کا "موافق" بن کر پنپ سکتا ہے۔ مثالی اسلامی سوسائٹی کو پیدا ہونے سے پہلے ہی ختم کر دینا اس طرح ممکن نہیں ہے کہ قرآن و حدیث اور اسلام کی علانیہ مخالفت کی جائے بلکہ اس طرح ممکن ہے کہ قرآن کی تو موافقت کی جائے اور خدا اور رسول ﷺ کا نام لیتے ہوئے حدیث کی مخالفت یہ کہہ کر کی جائے کہ اقبال بھی موافقِ قرآن و مخالفِ حدیث تھا! اقبال کے شیدائی اکثریت میں ہیں، اقبال کا نام سنتے ہی "زندہ باد" کہنے لگیں گے اور اس طرح اقبال کا نام لیتے ہوئے حدیث و سنت کے بغیر قرآن تک اور رسول ﷺ کے بغیر خدا تک پہنچنے کی سعیٔ لاحاصل کریں گے وہ اس سعیٔ لاحاصل کے چکر میں دُنیا اور آخرت سے غافل ہو جائیں گے اور پھر ہم نہایت اطمینان سے انہیں مغربیت اور بے خدا اشتراکیت کے غار میں دھکیل سکیں گے۔ لہٰذا چار و ناچار "یوم اقبال منایا جائے"، جرائد کے "اقبال نمبر" شائع کئے جائیں "اقبالی" ادارے قائم کئے جائیں اور کتابیں شائع کی جائیں۔ تاکہ عوام و خواص کلامِ اقبال کا مطالعہ ہمارے زیرِ اثر کریں۔ قرآن بازیچۂ اطفال بن جائے اور حدیث روپوش ہو جائے۔ رسول ﷺ کے لئے صرف "یوم النبی" رہ جائے اور خدا سے براہِ راست کشفِ حقیقت ہونے لگے۔ حبیطِ وحی اور اس کی تعلیمات کو درمیان سے ہٹا کر قرآن کے "معارف" بیان کئے جائیں!!

دین کی بنیادیں ہلا دینے کے لئے اور خواص و عوام کی دنیوی و اخروی زندگی جہنمی بنا دینے کے لئے یہ حربہ دل دہلا دینے والا ہے۔ لیکن حضرت آدم علیہ السلام کے رخصت ہونے کے بعد سے ماضی قریب تک کی ساری تاریخ کشمکشِ حق و باطل آپ کی نظر کے سامنے رہے تو ان حالاتِ حاضرہ پر تعجب ذرا سا بھی نہیں ہونا چاہئے۔ ؎

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی ! (اقبال)

ازیں چمن گل بے خار کس نہ چید آرے
چراغِ مصطفوی با شرارِ بولہبی ست (حافظ)

ہر حقیقت کا نام ہے کہ اس سے ٹکرانے والے باطل کو پیش کر دینا کوئی نیا فیشن نہیں ہے۔ لاکھوں سال پرانی فرسودہ ادا ہے۔ جدید عصر کا تقریباً ہر فیشن اسی طرح کہنہ اور گھسا ہوا ہے۔ صرف لیبل کا رنگ بدل گیا ہے۔ متعدد صدیوں کے اس دردناک پس منظر کو سامنے رکھئے اور بہتان کی اس تاریخ سے واقف ہونے کے بعد کلام اقبال سے براہ راست رجوع کیجئے تاکہ اقبال کی روح سے قربت حاصل کرتے ہوئے اس کے صحیح عقائد کا نقشہ سامنے آجائے اور کسی فتنہ گر کا فتنہ زیادہ عرصہ تک بیدار نہ رہنے پلئے اگر کلامِ اقبال میں حدیث یا رسول ؐ کی مخالفت یا ہتک کا شائبہ بھی نظر آیا تو ہم اقبال سے کنارہ کش ہو جائیں گے نہ کہ حدیث یا رسول ؐ سے۔ ہم اقبال کو اقبال کی حیثیت سے چنداں قابلِ توجہ نہیں سمجھتے۔ "ادب" یا "فلسفہ" یا "شہرت" وغیرہ میں سے کوئی چیز بھی معیار نہیں ہے۔ اقبال تو ہماری نظر میں اسلئے عزیز و مقبول ہے کہ وہ خدا تک پہنچنے کے لئے حبِ رسول اور اطاعتِ حدیث و سنت کو لازم قرار دیتا ہے حزبِ مخالف کو بھی اقبال سے دلچسپی اسی لئے ہے کہ اگر اقبال کے کلام کی غلط تعبیر نہ کی گئی تو رسول اور حدیث کو حکم کا رتبہ حاصل ہو جائے گا۔ انہوں نے اپنی مقصد برآری کے لئے ایک نیا "اقبال" گھڑ لیا ہے اور ہم کلامِ اقبال کی طرف اس غرض سے رجوع کرتے ہیں کہ اس کا کلام ہمارے عقائد کی صحیح ترجمانی کر رہا ہے۔ اس طرح بیک کرشمہ دو کار کا منظر سامنے آجائے گا۔ حجیتِ سنت بھی ثابت ہو جائے گی اور مخالفین کے فتنہ کا پول بھی کھل جائے گا۔

اس پر فتن ماحول میں جب ہر صحیح چیز کو غلط اور غلط کو صحیح کہا جا رہا ہے، بڑے جہاد کی ضرورت ہے۔ نہ صرف زبانی اور تحریری بلکہ ذہنی اور عملی ختمِ نبوت کے بعد کوئی نبی تو آنے سے رہا۔ لہٰذا ہر صاحبِ صدق کو اپنے پیروں پر کھڑا ہونا چاہیے اور تن من دھن سے اپنی اور دوسروں کی آخرت اور دنیا کو سنوارنے میں ثابت قدم ہو جانا چاہیے۔ تقریر اور تحریر کے بجائے اگر قرنِ اولیٰ کا عمل اختیار کر لیا جائے تو آج کل کے سارے "علمی اور عملی" فتنے چشم زدن میں نیست و نابود ہو جائیں گے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تعالیٰ ❁

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ